www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

فکر و نظر (گزشتہ سے پیوستہ)

پارلیمنٹ اور تعبیرِ شریعت

بسلسلہ اقبال اور اجتہاد

۴ اب ہم چوتھے نکتے کی طرف آتے ہیں کہ پارلیمنٹ میں مختلف فقہی نمائندوں کی حیثیت، یا ماہرینِ قانون و شریعت کی کونسل کے اختیارات کیا ہونے چاہئیں؟ اس سلسلہ میں یہ بنیادی بات اگرچہ فیصلہ طلب ہے کہ قانون ساز پارلیمنٹ کی اسلامی حکومت میں کیا حیثیت ہے؟ لیکن چونکہ ہم یہ پہلے واضح کر چکے ہیں کہ اسلامی حکومت کا دستور قرآنِ کریم ہوتا ہے، جس کی واحد ابدی تعبیر سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھی محفوظ و مصئون موجود ہے، لہٰذا اب پارلیمنٹ کے بارے میں قانون سازی کی جو بھی بحث ہوگی، وہ قواعد و ضوابط (BYE LAWS) یا انتظامی اور تعزیری احکام وغیرہ تک محدود ہوگی چنانچہ فی الوقت ہم اس بحث سے قطع نظر، کہ پارلیمنٹ کو خلیفہ کے قائم مقام ٹھہرایا جا سکتا ہے یا نہیں؟ علی سبیل التنزل پارلیمنٹ کو خلافت اور "شوریٰ" ہی کی حیثیت دے کر گفتگو کرتے ہیں۔

اسلامی سیاست کا یہ امتیازی پہلو ہے کہ یہاں بنیادی دستور، اور اس کی تعبیر کا بھی مسئلہ چودہ صدیاں قبل ہی طے پا چکا ہے جس کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے "خاتم النبیین" ہونے، اور آپ کے بعد تاقیامت کسی بھی نبی یا رسول کی گنجائش موجود نہ ہونے کی بنا پر نہ صرف اس دستور اور اس کی تعبیر کی تنسیخ کا سوال ختم ہو چکا ہے، بلکہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ" الآیہ قرآنی کے تحت اس میں ترمیم واضافہ کا جواز بھی خارج از امکان ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تاقیامت قائم ہونے والی ہر اسلامی حکومت کا کتاب و سنّت کی دستوری حیثیت تسلیم نہیں کرتی، وہ اسلامی کہلانے کی حقدار نہیں ہوتی۔ پس خلافت کا منصب، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد صرف اس شخصی خلاء کو پُر کرنے کی حد تک محدود ہے جو تدبیر و انتظام کے میدان سے متعلق ہے۔ چنانچہ خود خلیفہ کا یہ اختیار، کہ وہ انتظام و انصرام کرے اور تدبیری اقدامات بھی بجا لائے، سنتِ رسول سے ثابت ہے۔ تاہم خلفائے راشدینؓ کے یہ اقدامات خود شریعت نہیں ہیں، ہاں ان کی حیثیت ہمارے لئے ایک تاریخی سرمایہ کی ہے!

——— شریعت اور تاریخ کا یہ فرق ملحوظ نہ رکھنے کی بنا پر ہی اس بارے میں یہ افراط و تفریط ہوئی ہے کہ متاخرین اصحابِ مذاہب نے جب سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح خلفائے راشدینؓ کے ایسے اقدامات کو بھی شریعت کی سی ابدی حیثیت دے دی تو اس کے ردِ عمل کے طور پر جدید دانشوروں نے سنتِ رسولؐ کو ہی تاریخی مقام دینا شروع کر دیا۔ حالانکہ جہاں پہلی صورت میں سنتِ رسولؐ کو، جو ابدی اسوۂ حسنہ کی حامل ہے، سابقہ نظائر میں ایسی نظیر کا درجہ دینا غلط ہے کہ جس کا تسلسل خلفائے راشدینؓ بلکہ بعد کے خلفاء کے نظائر کی بھی صورت میں قائم رہے کیونکہ یہ نبوت کا تسلسل ہوگا ——— وہاں دوسری صورت میں "مرکزِ ملت[۱]" کا نظریہ بھی گمراہ کن ہے۔ کہ جس کے تحت سنتِ رسولؐ کو جملہ خلفاء کے تاریخی نظائر کے برابر حیثیت دے دی گئی ہے۔ گویا اس نظریہ کے موجد کے نزدیک رسول کا معنیٰ حکمران ہے۔ اور یوں اس نظریہ کا لازمہ بھی رسالت کا تاقیامت تسلسل ہے ——— اسی ذہن نے مشہور مستشرق جوزف شاخت کے افکار کی تعمیل میں "سنتِ اجماع" کا نظریہ پیش کیا ہے۔ جس میں شخصی رائے جب عوام الناس میں مقبول ہو جائے، تو وہ بھی "سنت" کہلاتی ہے۔ گویا اس طرح مجددانہ اجتہادات کو نام نہاد "اجماع" کی حیثیت سے سنت قرار دینے کا حربہ اختیار کیا گیا ہے تاکہ سنّت کے پسندیدہ لفظ سے من مانے اقدامات کو اسلامی

---

[۱] مسٹر غلام احمد پرویز کا یہ نظریہ "مرکزِ ملت" اب معروف ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باور کرایا جا سکے۔ اسے وہ "سنتِ جاریہ" سے بھی تعبیر کرتے ہیں۔ حالانکہ یہ حکمرانوں کی بجائے معاشروں کو شریعت سازی کا اختیار دینے کے مترادف ہے۔ چنانچہ یہ نظریہ بھی "مرکزِ ملت" ہی کے افکار کی بازگشت ہے! ——— پھر تعجب ہے کہ آج بعض سنّی دانشور بھی اسی نظریہ "سنتِ اجماع" یا "تعاملِ مسلمین" کے نام سے سنت کی تعریف میں توسیع کر کے حکمرانوں کو خوش کرنے کی کوشش میں مصروف نظر آتے ہیں۔

رسالت و خلافت کی یکجائی کے اول الذکر نظریہ کی مخصوص جھلک شیعہ کے ہاں صرف اس صورت میں ملتی ہے کہ ان کے ائمہ مذہبی راہنمائی کے ساتھ ساتھ بالقوۃ (DEJURE) حکمران بھی تھے۔ لہٰذا ان کے نزدیک ان ائمہ کی روایت و درایت سنتِ رسولؐ کے قائم مقام ہو کر دین و رسالت کا حصہ متصور ہوتی ہے! ——— لیکن سنّی فقہاء کے نزدیک رسالت اور حکومت کا منصب فکری اعتبار سے علیحدہ علیحدہ ہے۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت تو باقی ہے اور رہے گی، لیکن حکومت میں خلافت کا سلسلہ چل رہا ہے۔ خلیفہ کا کام صرف تدبیر و انتظام ہے، رسالت میں اس کا دخل نہیں۔ تاہم تدبیر و انتظام اور سیاستِ ملکی میں وہ اس طریقِ کار کا پابند ہے جو تعلیماتِ رسالت میں حکومت کے لئے طے ہو چکا ہے۔ کیونکہ حکومت کے رسالت سے الگ ہو جانے کے باوجود حکومت ان اصول و ضوابط کی پابند ہوتی ہے۔ جو کتاب و سنت میں اس شعبۂ حیات کے لئے دیئے گئے ہیں ——— اور یہی معنی اسلام کے کامل ضابطۂ حیات ہونے کے ہیں۔

رسالت اور خلافت و حکومت کی اطاعت کے فرق کو صحابہ کرامؓ کس قدر ملحوظ رکھتے تھے۔ اس کا اندازہ اس بات سے لگائیے کہ حضرت عمرؓ نے شرابی کی سزا اسی کوڑے کر دی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں چالیس کوڑے تھی۔ اسی تبدیلی کی بنا پر حضرت عمرؓ کی طرف سے حضرت علیؓ یہ فرمایا کرتے تھے کہ اگر کوئی شخص چالیس پر، چالیس مزید کوڑے کھاتا ہوا مر گیا تو اس کا خون بہا دیا جائے گا ——— ظاہر ہے اگر یہ اقدام (زیادتی سزا) شریعت ہوتا، تو نفاذِ حدود میں خون بہا کا کوئی سوال پیدا نہیں ہوتا۔

اسی سلسلہ کی دوسری مثال حضرت عمرؓ کے اس حکم سے دی جا سکتی ہے۔ جو آپؓ نے کتابیہ (یہود و نصاریٰ کی عورتوں) سے نکاح کی ممانعت کے بارے میں جاری کیا تھا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور جس پر حضرت حذیفہؓ نے عمل کرنے سے انکار کر دیا تھا لیکن پھر کچھ عرصہ بعد خود بھی انہوں نے اپنی کتابیہ منکوحہ کو طلاق بھی دے دی ـــــ حضرت حذیفہؓ نے اپنے اس طرزِ عمل کی جو وضاحت پیش فرمائی وہ درج ذیل سطور سے ظاہر ہے:

"قَالَ (عُمَرُ) لِلَّذِيْنَ تَزَوَّجُوْا مِنْ نِّسَآءِ اَهْلِ الْكِتَابِ: طَلِّقُوْهُنَّ، فَطَلَّقُوْهُنَّ اِلَّا حُذَيْفَةُ. فَقَالَ لَهٗ عُمَرُ: طَلِّقْهَا، قَالَ تَشْهَدُ اَنَّهَا حَرَامٌ؟ قَالَ: هِيَ خَمْرَةٌ ـــــ طَلِّقْهَا، قَالَ تَشْهَدُ اَنَّهَا حَرَامٌ؟ قَالَ هِيَ خَمْرَةٌ، قَالَ قَدْ عَلِمْتُ اَنَّهَا خَمْرَةٌ وَّلٰكِنَّهَا لِيْ حَلَالٌ: فَلَمَّا كَانَ بَعْدُ طَلَّقَهَا، فَقِيْلَ لَهٗ: اَلَا طَلَّقْتَهَا حِيْنَ اَمَرَكَ عُمَرُ؟ قَالَ كَرِهْتُ اَنْ يَّرَى النَّاسُ اَنِّيْ رَكِبْتُ اَمْرًا لَّا يَنْبَغِيْ لِيْ۔" (مغنی ابن قدامہ، ج ۷، ص ۵۰۱)

"حضرت عمرؓ نے کتابیہ عورتوں سے نکاح کرنے والوں کو حکم دیا کہ ان عورتوں کو طلاق دے دی جائے تو سوائے حضرت حذیفہؓ کے سب نے طلاق دے دی۔ اس پر حضرت عمرؓ نے انہیں (تاکیداً) فرمایا کہ "اسے (اپنی بیوی کو) طلاق دے دیں۔" حضرت حذیفہؓ نے جواب دیا "کیا آپ اس کے حرام ہونے کی گواہی دیتے ہیں؟" حضرت عمرؓ نے فرمایا: "وہ مکارہ ہے، اسے طلاق دے دیں۔" حضرت حذیفہؓ نے دوبارہ (زور دے کر) فرمایا: کیا آپ اس کے حرام ہونے کی گواہی دیتے ہیں؟" حضرت عمرؓ نے (پھر وہی) جواب دیا کہ "وہ مکارہ ہے۔" حضرت حذیفہؓ بولے، "یہ تو میں بھی جانتا ہوں کہ وہ مکارہ ہے تاہم وہ میرے لئے حلال ہے!" (بات ختم ہو گئی) لیکن کچھ عرصہ بعد حضرت حذیفہؓ نے از خود اسے طلاق دے دی۔ لوگوں نے پوچھا، آپ نے یہ طلاق اس وقت کیوں نہ دی جب حضرت عمرؓ نے آپ کو حکم دیا تھا؟" حضرت حذیفہؓ نے جواب دیا کہ "میں اسے برا سمجھتا تھا، لوگ مجھے وہ کام کرتا دیکھیں جو (شرعی طور پر) مجھے لائق (لازم) نہ تھا۔"

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان واقعات سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ خلیفہ راشد بھی نہ تو شریعت محمدی میں تبدیلی کر سکتا ہے نہ اپنی تعبیر شریعت ہی میں دوسروں کو پابند بنا سکتا ہے۔ پہلی مثال حدود میں تعزیر جمع کرکے بظاہر شریعت کی تبدیلی کی ہے، تو دوسری مثال قرآنی حکم "وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكَاتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ" کی ایسی تعبیر کی، جو کتابیہ عورت کو بھی شامل ہے ۔ واضح رہے کہ حضرت عمرؓ نے معارضہ کے وقت اس دور کے اہل کتاب کا مشرک ہونا واضح بھی کیا تھا۔

معلوم ہوا کہ تدبیری معاملات میں انتظامی اختیارات کے علاوہ اگر اجتہادی پہلو سے شرعی احکام کا سوال سامنے آئے تو اولی الامر کی مشروط اطاعت کی بناء پر، ان کے اجتہاد کی پابندی لازمی نہیں ہوتی ــــ فقہاء نے اطاعت اولی الامر والی مشہور آیت قرآنی کے آخری حصہ سے بھی یہ استدلال کیا ہے ــــ ارشاد باری تعالیٰ ہے :

"فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ ــــ الاٰية"

"کسی بھی معاملے میں اگر (رعایا کا باہمی یا اولی الامر سے اختلاف) نزاع پیدا ہو جائے تو اس معاملہ کو اللہ اور اس کے رسولؐ کی طرف لوٹا دو ..... !"

عربی گرامر کی رو سے "شیئ" نکرہ حرف شرط کے تحت وارد ہوا ہے، جو ایسی صورت میں عموم کا فائدہ دیتا ہے۔ یعنی کوئی بھی معاملہ خواہ شرعی ہو یا تدبیری، اگر اختلاف و نزاع کی صورت اختیار کرے تو اس کا فیصلہ کتاب و سنت سے ہوگا ــــ گویا تدبیری معاملات میں بھی اجتہادی اختلافات کو کتاب و سنت سے حل کیا جائے گا۔

حاصل یہ ہے کہ پارلیمنٹ کا دائرہ کار صرف مباحات تک محدود ہے۔ جیسا کہ صحیح بخاری میں ہے :

"وَكَانَتِ الْاَئِمَّةُ بَعْدَ النَّبِيِّ ﷺ يَسْتَشِيْرُوْنَ الْاُمَنَاءَ مِنْ اَهْلِ الْعِلْمِ فِي الْاُمُوْرِ الْمُبَاحَةِ لِيَاْخُذُوْا بِاَسْهَلِهَا فَاِذَا وَضَحَ الْكِتَابُ وَالسُّنَّةُ لَمْ يَتَعَدَّوْهُ اِلٰى غَيْرِهٖ" (صحیح بخاری ج ۲ ص ۱۰۹۵)

کہ "آپؐ کے بعد خلفاء صرف مباح امور میں اصحاب علم و امانت سے مشورہ لیا کرتے تھے، تاکہ آسان ترین صورت اختیار کر سکیں۔ پس اگر کتاب اللہ یا سنت رسول اللہ کی وضاحت موجود ہوتی تو کسی دوسری جانب ہرگز

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہ دیکھتے تھے۔"

——— اور اباحت کا بھی ایک پہلو چونکہ شرعی حکم ہونے کا ہے، اس لئے اس پر نگرانی کتاب و سنت کی رہنی چاہئے۔ یہی وجہ ہے کہ اولی الامر کی اطاعت مشروط ہوتی ہے۔ اس نکتہ کی وضاحت کے لئے جنگِ بدر کے قیدیوں کی مثال پیش کی جاسکتی ہے ——— جنگی تدابیر میں اولی الامر کو اجازت ہے کہ وہ مشورہ کے بعد کوئی سی بھی تدبیر اختیار کرلیں۔ لہٰذا رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مشورہ کے بعد اسارئ بدر کو فدیہ لے کر رہا کرنے کا فیصلہ فرمایا تھا۔ لیکن قرآنِ مجید نے اس مباح امر میں بھی ایک شرعی حکم سے ہٹ جانے کی بناء پر سرزنش کی یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمایا:

"اللہ تعالیٰ نے مجھے وہ عذاب دکھایا (جو اس فیصلہ کی بنا پر ہم پر مسلط ہوسکتا تھا) اور اگر وہ عذاب آجاتا تو حضرت عمرؓ (جن کا مشورہ ان قیدیوں کے قتل کا تھا) کے سوا کوئی نہ بچتا۔" (صحیح بخاری)

اس واقعہ سے متعلق قرآنِ کریم میں ہے:

"مَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَكُونَ لَهُ أَسْرَىٰ حَتَّىٰ يُثْخِنَ فِي الْأَرْضِ ۚ تُرِيدُونَ عَرَضَ الدُّنْيَا وَاللَّهُ يُرِيدُ الْآخِرَةَ ——— الآیۃ" (الانفال)

کہ نبی کی شان کے لائق نہیں کہ اس کے قیدی (باقی) رہیں، یہاں تک کہ وہ زمین میں اچھی طرح خوں ریزی نہ کرلے، تم لوگ دنیا کا مال و اسباب چاہتے ہو، جبکہ اللہ تعالیٰ (تمہارے لئے) آخرت چاہتا ہے۔"

مقصد یہ ہے کہ شوریٰ یا پارلیمنٹ میں بنیادی دستور (کتاب و سنت) کے علاوہ دوسرے امور ہی زیرِ غور کیوں نہ ہوں، کتاب و سنت کے ماہرین کی پھر بھی ضرورت ہے۔ اس لئے اس بارے میں جن حضرات نے ارکانِ شوریٰ کے نمائندہ ہونے پر زور دیا ہے، تدبیری امور کی حد تک اس کی اہمیت تسلیم ہے۔ کیونکہ تدبیر وہی کامیاب ہوتی ہے جس پر تدبیر سے متعلقہ رعایا کا اعتماد حاصل ہو ——— "وَأَمْرُهُمْ شُورَىٰ بَيْنَهُمْ" کے قرآنی حکم کا ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ اس طرح اعتماد کی فضا پیدا ہوتی ہے۔ تاہم ان تدبیری امور میں شرعی احکام کی مطابقت کی جو شرط ہے، اس کے لئے ماہرینِ شریعت کی نگرانی لازمی ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شرعی امور کی نگرانی کسی الیکشن اور سیلیکشن کے بغیر بھی علمائے دین پر فرض کفایہ ہے مگر پارلیمنٹ خود اپنے اوپر اگر کچھ ماہرین شریعت وقانون کو نگران بنانا چاہے تو موجودہ حکومتی ڈھانچہ کے ایوان بالا (سینٹ) میں انہیں اسی طرح لایا جا سکتا ہے جس طرح ٹیکنوکریٹس کو لیا جاتا ہے۔ واضح رہے کہ ہر چیز کی اہمیت اس کی ضرورت کے مطابق ہوتی ہے۔ اس لئے ماہرین شریعت کی حیثیت ووقار کو اسی نسبت سے ملحوظ رکھا جائے گا۔ اور زبانی تجاویز سے زیادہ عملاً ان کی اہمیت کا احساس اجاگر کرنے کی ضرورت ہے۔ ہمارے ملک میں پارلیمنٹ کے ساتھ مشاورتی کونسل یا نظریاتی کونسل کا جو آئینی مقام ہے وہ بالکل غیر مؤثر ہے۔ البتہ ایک مسئلہ ہماری سمجھ سے بالا ہے کہ پاکستان کا آئین بنیادی طور پر ان معنوں میں سیکولر ہے کہ قومی یا صوبائی نمائندگی میں مسلمانوں کی فرقہ داریت کی بنیاد پر نہ تو انتخابات ہوتے ہیں اور نہ ہی مختلف مسالک کو مسلکی بنیاد پر یہ تاثر دیا جاتا ہے کہ یہاں مسالک کو نمائندگی دی گئی ہے، باوجودیکہ اس کے لئے نہ کوئی قانونی ضابطہ ہے اور نہ عملاً ہی یہاں تناسب نمائندگی کا لحاظ رکھا جاتا ہے۔ نتیجۃً بعض فرقوں کی شکایات بھی سننے میں آتی رہتی ہیں کہ انہیں نظر انداز کیا جا رہا ہے۔ اب اگر پارلیمنٹ میں بھی فقہ کی بنیاد پر نمائندگی کا تصور قبول کر لیا جائے تو پورا ملک سیاسی انتشار کے ساتھ ساتھ قانونی طور پر مذہبی انتشار کا بھی شکار ہو جائے گا۔ اگرچہ ملک میں فرقہ واریت کا دور دورہ ہے، تاہم اسے قانونی جواز بخشنا خطرناک ہوگا۔

دستور کی سیکولر حیثیت کے بارے میں ہم آئندہ پانچویں نکتے کے ضمن میں بحث کریں گے۔ ان شاء اللہ!

(مدیر)

معزز قارئین کرام سے

زیر نظر شمارہ سے محدث کے صفحات میں ۱۶ صفحات کا مستقل اضافہ کیا جا رہا ہے۔
اس اضافہ کی بنا پر نیز مہنگائی کی وجہ سے زر سالانہ مبلغ ۵۰ روپے اور فی شمارہ مبلغ ۵ روپے قیمت مقرر کی جا رہی ہے۔
قارئین کرام جانتے ہیں کہ ہم نے اب تک شدید مہنگائی کے باوجود "محدث" ارزاں نرخوں پر مہیا کرنے کی حتی المقدور کوشش کی ہے۔ لیکن اب قیمت میں یہ اضافہ ناگزیر ہو گیا تھا۔ امید ہے قارئین کرام حسب معمول تعاون فرما کر عند اللہ ماجور ہوں گے۔ والسلام!

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ